سوال

(123)ایک وقت میں تین طلاقیں دینا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک مسلمان نے جس کی شادی ایک مقلد اہل السنت والجماعت حنفی عورت سے ہوئی ہے ۔ ایک وقت اور ایک جلسہ میں بحالت غصہ بالاعلان تین باریوں کہا کہ : اے فلاں میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں اب بعد میں وہ اپنے کو غیر مقلد اہل حدیث کہتا ہے اور رجوع کرنا چاہتا ہے اس بناپر کہ یہ تین طلاقیں ایک شمار ہوگی اور رجعی ۔ سوال یہ ہے کہ آیا یہ تین طلاق بائن ہوئی یا ایک رجعی ؟

نوٹ : اس مرد طلاق دہندہ کے باپ غیر مقلد تھے جن کا انتقال اس کے ایام طفولیت میں ہوگیا اور ماں نے پرورش کیا جو حنفی المذہب ہے ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

طلاق دہندہ جیسا کہ اب اپنے اہل حدیث کہتا ہے اور سمجھتا ہے اگر اس واقعہ کے ظہور سے پہلے بھی اہل حدیث تھا اور لوگ اس کو اہل حدیث سمجھتے تھے ۔ باپ کے اہل حدیث ہونے کی وجہ سے یا خود اس کے اپنے اہل حدیث ہونے کا عمل اور عقیدہ رکھنے کی وجہ سے تو بلاشبہ اس کو رکوع کرنے کا حق ہے ۔ بیوی یا ماں کا مقلد ہونا اس کو پنے اس شرعی حق کے استعمال سے مانع نہیں ہوسکتا ۔ لان الحق احق ان یتبع واذا نہر اللہ بطل معقل

اور اگر وہ اس سے پہلے مقلد تھا اور اب اس واقعہ کی وجہ سے محض رجوع کرنے کی خاطر اپنے کو اہل حدیث سمجھنے اور کہلوانے لگا ہے تو مجھے اس کو ایسی حالت میں رجوع کے جواز کا فتوی دینے میں تامل ہے ۔ میں ایسے شخص کلیے رجوع کا حق نہیں سمجھتا ۔ قال الترمذی بَابُ مَا جَاءَ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّکَاحِ (487/3) وَذُکِرَ عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ الْمُبَارَکِ أَنَّہُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ حَلَفَ بِالطَّلَاقِ أَنَّہُ لَا یَتَزَوَّجُ ثُمَّ بَدَا لَہُ أَنْ یَتَزَوَّجَ ہَلْ لَہُ رُخْصَةٌ بِأَنْ یَأْخُذَ بِقَوْلِ الْفُقَہَاءِ الَّذِینَ رَخَّصُوا فِی ہَذَا فَقَالَ عَبْدُ اللہِ بْنُ الْمُبَارَکِ : إِنْ کَانَ یَرَی ہَذَا الْقَوْلَ حَقًّا مِنْ قَبْلِ أَنْ یُبْتَلَی بِہَذِہِ الْمَسْأَلَةِ، فَلَہُ أَنْ یَأْخُذَ بِقَوْلِہِمْ، فَأَمَّا مَنْ لَمْ یَرْضَ بِہَذَا، فَلَمَّا ابْتُلِیَ أَحَبَّ أَنْ یَأْخُذَ بِقَوْلِہِمْ، فَلَا أَرَی لَہُ ذَلِکَ اس کا یہ مطلب نہیں سمجھنا چاہیے کہ حنفی سے شافعی ہوجانا یا حنفی سے اہل حدیث ہوجانا ناجائز ہے یہاں مذہب کی تبدیلی بیوی کی خاطر یعنی محض ایک نفسانی غرض سے ہوئی ہے مذہب اہل حدیث کو حق وصواب جان کر نہیں ہوئی ۔ مولوی انوشاہ مرحوم لکھتے ہیں : ثم مافی کُتُب الفقہ أنّ الرجوع عن التقلید بعد العمل غیرُ جائز، لیس معناہ ما فہمہ بعض القاصرین أنہ لایجوز کون الشافعی حنفیًا أو بالعکس وکذا لیس معناہ عدم جواز ترک تحقیق بعد سُنُوح تحقیق آخر خلافہ، لأنہ یجوز التحوّل من مذہب إمام إلی مذہب إمام آخر إن بدا لہ ودعتہ حاجة وکذا یجوز للمجتہد أن یترک تحقیقہ ویختار الجانب الآخر إن رأی فیہ الصواب، فإن الشافعی رحمہ اللہ تعالی کان قائلًا بعدم وجوب الفاتحة علی المقتدي فی الجہریة، ثم رجع عنہ واختار وجوبہا قبل وفاتہ بسنتین فہذا أیضًا جائز، بل معناہ أنہ إن اختار تحقیقًا فی مسألة ثم عمل عملًا لم یکن صحیحًا علی ہذا التحقیق، وأراد أن یطلب لہ صورة الصحة فقال : إنی أختار تحقیقًا آخر فی تلک المسألة بعینہا، تصحیحًا لعملہ، فإنہ لایجوز الی آخر ماقال (فیض الباری 353/1)

مصباح

ج : 2 ۔ صورت مذکورہ میں اگر میاں اور بیوی دنوں مسلکا اہل حدیث ہیں تو طلاق کی تعداد کے بارے میں ان کے درمیان اختلاف کا کوئی فائدہ اور نتیجہ نہیں ۔ شوہر نے دو طلاقیں دی ہو یا تین صرف ایک رجعی طلاق واقع ہوئی ۔ شوہر کو عدت کے اندر رجعت کا اختیار اور حق حاصل ہے اور اگر میاں بیوی دونوں مسلکا اہل حدیث نہیں ہیں بلکہ ائمہ اربع میں سے کسی بھی امام کے مقلد ہیں تو اس صورت میں فیصلہ خاوند کے حق میں ہوگا بیوی تین طلاق کی مدعی ہے اس طرح وہ نتیجہ حرمت غلیظہ کی مدعی ہوگئی ہے اور شوہر اس کا منکر ہے اور عورت کے پاس اس دعوے کے ثبوت میں شرعی شہادت موجود نہیں ہے پس شوہر کی بات اس قسم کے کے ساتھ شرعا معتبر ہوگی اور اس کے حق میں فیصلہ ہوگا ۔

ابن قدامہ لکھتے ہیں :

فَصلٌ : إِذا ادَّعت الْمرَاَةُ أَنَّ زَوجَها طَلَّقهَا فَأَنكرَها فَالْقولُ قَولُهُ؛ لِأَنَّ الْأَصلَ بَقاءُ النِّكَاحِ وَعدَمُ الطَّلَاقِ إِلَّا أَن يَكُونَ لَها بِما ادَّعتهُ بَيِّنَةٌ وَلَا يُقْبلُ فِيهِ إِلَّا عدلَانِ وَنَقلَ ابنُ مَنْصُورٍ عَن أَحمَدَ أَنَّهُ سُئِلَ : أَتَجُوزُ شَهادَةُ رَجُلٍ وَامرَأَتَينِ فِي الطَّلَاقِ؟ قَالَ : لَا وَاللَّهِ إِنَّمَا كَانَ كَذلِكَ لِأَنَّ الطَّلَاقَ لَيسَ بِمالٍ، وَلَا الْمقصُودُ مِنهُ الْمالُ وَيطَّلِعُ عَلَيهِ الرِّجالُ فِي غالِبِ الْأَحوالِ فَلَم يُقبَلْ فِيهِ إِلَّا عدلَانِ كَالْحُدُودِ وَالْقِصاصِ، فَإِن لَم تَكُن بَيِّنَةٌ فَهَل يُستَحلَفُ؟ فِيهِ رِوايَتانِ؛ نَقلَ أَبُو الْخَطَّابِ أَنَّهُ يُستَحلَفُ وَهُوا الصَّحِيحُ؛ لِقَولِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ - : «وَلكِنَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيهِ» وَقَولُهُ : «الْيَمِينُ عَلَى مَن أَنكَرَ» وَلِأَنَّهُ يَصِحُّ مِنَ الزَّوجِ بَذلُهُ فَيُستَحلَفُ فِيهِ كَالْمَهرِ

وَنَقلَ أَبُو طَالِبٍ عَنهُ : لَا يُستَحلَفُ فِي الطَّلَاقِ وَالنِّكَاحِ؛ لِأَنَّهُ لَا يُقضَى فِيهِ بِالنُّكُولِ فَلَا يُستَحلَفُ فِيهِ كَالنِّكَاحِ إِذا ادَّعَى زَوجِيَّتَها فَأَنكرَتهُ، وَإِنِ اختَلَفَا فِي عدَدِ الطَّلَاقِ فَالْقولُ قَولُهُ؛ لِما ذَكرنَاهُ فَإِذا طَلَّقَ ثَلَاثًا وَسَمِعت ذلِكَ وَأَنكرَ أَو ثَبتَ ذلِكَ عِندَها بِقولِ عدلَينِ لَم يَحِلَّ لَها تَمكِينُهُ مِن نَفسِها وَعلَيها أَن تَفِرَّ مِنهُ مَا استَطاعت وَتَمتَنِعَ مِنهُ إِذا أَرادَها وَتَفتَدِيَ مِنهُ إِن قَدرَت قَالَ أَحمَدُ : لَا يَسعُها أَن تُقِيمَ مَعهُ وَقَالَ أَيضًا : تَفتَدِي مِنهُ بِما تَقدِرُ عَلَيهِ، فَإِن أُجبِرَت عَلَى ذلِكَ فَلَا تَتَزَيَّنُ لَهُ وَلَا تَقرَّبُ بِهِ وَتَهرُبُ إِن قَدرَت وَإِن شَهِدَ عِندَها عدلَانِ غَيرُ مُتَّهمَينِ فَلَا تُقِيمُ معهُ وَهذا قَولُ أَكثَرِ أَهلِ الْعِلمِ

قَالَ جَابِرُ بنُ زَيدٍ وَحمَّادُ بنُ أَبِي سُلَيمانَ وَابنُ سِيرِين : تَفِرُّ مِنهُ مَا استَطاعت وَتَفتَدِي مِنهُ بِكُلِّ مَا يُمكِنُ وَقَالَ الثَّورِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَأَبُو يُوسُفَ وَأَبُو عُبَيدٍ : تَفِرُّ مِنهُ وَقَالَ مَالِكٌ : لَا تَتَزَيَّنُ لَهُ وَلَا تُبدِي لَهُ شَيئًا مِن شَعرِها وَلَا عُرَيَّتِها وَلَا يُصِيبُها إِلَّا وَهِيَ مُكرَهَةٌ، وَرُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ وَالزُّهرِيِّ وَالنَّخعِيِّ يُستَحلَفُ ثُمَّ يَكُونُ الْإِثمُ عَلَيهِ وَالصَّحِيحُ مَا قَالَهُ الْأَوَّلُونَ؛ لِأَنَّ هذِهِ تَعلَمُ أَنَّها أَجنَبِيَّةٌ مِنهُ مُحرَّمَةٌ عَلَيهِ فَوَجَبَ عَلَيها الِامتِناعُ وَالْفِرارُ مِنهُ كَسائِرِ الْأَجنَبِيَّاتِ انتهى مختصرا (المغنی 529/1) واللہ اعلم

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری]

جلد نمبر 2 ۔ کتاب الطلاق

صفحہ نمبر 267

محدث فتویٰ